OPEN ACCESS
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

Al-Āfāq Islamic Research Journal
http://alaafaqjournal.com/index.php/alaafaq/index
Vol. 04, Issue: 01, June-2024, PP: 60-68

بائیو لوجیکل وار کا تصور: آثار و روایات کی روشنی میں تجزیاتی جائزہ

Concept of Biological Warfare: An Analytical Review in the light of Archetypes and Traditions

***Hafiza Javaria Anees**
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
javariar95@gmail.com
****Dr. Usman Ahmed**
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Abstract:
Biological warfare is the deliberate use of disease-causing pathogenic organisms such as bacteria, fungi and other toxins to harm humans, agriculture, animals and ultimately the economy of specific opponents as an act of war. Unlike conventional warfare, biological warfare releases invisible agents of devastation that cause damage to both people and the environment. With an emphasis on the fundamental tenets of conflict (the defense of life, justice, and the environment) this article explores the idea, history, and moral ramifications of biological warfare via the prism of Islamic beliefs. In addition to taking the lives of unwitting individuals, biological arsenals destroy environments, cattle, and agricultural produce, resulting in extensive and permanent damage. The Islamic concept of moral warfare, which requires moderation, kindness, and the protection of non-combatants and natural resources, is essentially at odds with such gratuitous damage. Applying the qualitative methodology, an extensive research examination of primary Islamic texts, including the Quran and Hadith, as well as academic elucidations of Islamic values has been done in this article. Comparisons with cases of biological warfare from the past and present provide additional insight into Islam's moral position on the matter. This study emphasizes how Islamic values, which oppose the excessive destruction of biological warfare, support a view of conflict which values the lives of people and the natural world.

Keywords: *Biological Warfare, Conflict, Islam, Peace, Covid-19, Pathogenic Organisms.*

دینِ اسلام میں انسانی جان کی حرمت کا تحفظ اس قدر واضح ہے کہ اسلام بلا تفریقِ رنگ و نسل و مذہب و لسان، ہر ایک کی جان کی حرمت کا قائل ہے، جب تک کہ وہ نقصان پہنچانے یا فساد فی الارض کا مرتکب نہ ہو۔ اسلام میں انسانی جان کے تحفظ کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، یہاں تک کہ ایک جان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا، جب کہ ایک انسان کی زندگی کو پوری انسانیت کی زندگی بچانے سے تعبیر کیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا[1]

جس نے کسی انسانی جان کے بدلے کے بغیر یا فساد فی الارض کے بغیر کسی انسان کو قتل کیا، گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا اور جس نے کسی ایک انسان کو زندگی بخشی، گویا اس نے کل کائنات کو زندگی بخشی۔

جہاں سلیم الفطرت افراد فطرت کے اس قانون کو تسلیم کرتے ہیں اور انسانی جان کی حرمت و تقدیس کو مد نظر رکھتے ہیں، وہیں کچھ شر پسند طبائع ہر وقت معصیت، ظلم و ستم، سفاکیت اور ناانصافی و بدامنی کی طرف مائل رہتی ہیں۔ ایسی شر پسند طاقتوں کا راستہ روکنا بھی ضروری ہے اور

ان کا خاتمہ گویا عالمِ انسانیت کو تحفظ اور امن و آشتی کی ضمانت فراہم کرنا ہے۔ اسی لیے وہ جنگ و قتال، جس کا مقصد نسلِ انسانی کو ظالم کے شکنجۂ ظلم و ستم سے نجات دلانا ہو، اسلام میں اس کے لیے کسی بھی اعتبار سے معاونت کرنے والوں کو بھی تحسین کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

دورِ حاضر میں جہاں ہر معاملے میں جدّت و تنوّع آرہا ہے، وہاں آلاتِ حرب اور جنگی طریقوں میں نئے نئے انداز دیکھنے میں مل رہے ہیں، حتی کہ اب دنیا ایٹمی ہتھیاروں کی جنگ سے بڑھ کر کیمیائی ہتھیاروں کے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف وباؤں اور معاصر کورونا وبا کے پھیلاؤ کے وقت بھی عالمی طاقتیں خاص طور پر امریکہ و چائنہ ایک دوسرے پر یہ الزام لگاتی رہیں ہیں کہ یہ وبا ایک کیمیائی اور بائیولوجیکل وار ہے، جو کہ بالخصوص مخالف طبقے پر نافذ کی گئی، لیکن کنٹرول میں نہ رہنے کی وجہ سے پوری دنیا کو اس کے نقصانات کا خمیازہ معاشی بدحالی اور انسانی جانوں کے ضیاع کی صورت میں بھگتنا پڑا ہے۔ اس حوالہ سے سیر حاصل بحث وبا سے متعلق تشکیکی صورتِ حال کے عنوان کے تحت کی گئی ہے۔ یقیناً یہ ایک تشویش ناک صورتِ حال ہے اور عالمی امن کے لیے ہر وقت کا خطرہ ہے۔

بائیولوجیکل وار (حیاتیاتی جنگ) ایک ایسی جنگی حکمتِ عملی ہے، جس میں حیاتیاتی عوامل جیسے بیکٹیریا، وائرس، یا دیگر جراثیم کو بہ طور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے، تاکہ دشمن کی انسانی، حیوانی یا زرعی آبادی کو نقصان پہنچایا جا سکے۔ یہ جدید دور کی انتہائی مہلک اور خطرناک جنگی حکمت عملیوں میں سے ایک ہے، جس کے نتائج طویل المدتی، تباہ کن اور بلا امتیاز ہو سکتے ہیں۔

اسلامی شریعت ہر دور میں انسانی زندگی، صحت اور حقوق کی حفاظت پر زور دیتی ہے۔ اس سیاق میں بائیولوجیکل وار کے تصور پر غور کرتے ہوئے ضروری ہے کہ ہم قرآن، سنت، فقہ اور اسلامی اخلاقیات کے اصولوں کی روشنی میں اس کا جائزہ لیں۔ اس تحقیق میں بائیولوجیکل وار کے تصور کے حوالے سے شرعی احکام پیش کیے جا رہے ہیں، لیکن اس سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائیولوجیکل وار کا تصور، مفہوم اور مختصر تاریخ واضح کر دی جائے، تاکہ اس عنوان کو کماحقہ سمجھا جا سکے، لہٰذا ذیل میں اس حوالہ سے تحقیق پیش کی جا رہی ہے۔

بائیولوجیکل وار کا تصور

حیاتیاتی جنگ میں جراثیم، وائرس اور بیکٹیریا جیسے حیاتیاتی ایجنٹس کو اس مقصد کے لیے تیار کیا جاتا ہے کہ وہ انسانوں، جانوروں یا فصلوں میں بیماری پھیلائیں اور دشمن کی فوجی یا شہری قوّت کو کمزور کر سکیں۔ یہ جنگی حکمتِ عملی قدیم زمانے میں بھی استعمال کی جاتی رہی ہے، مثلاً متاثرہ لاشوں کو دشمن کے علاقوں میں پھینک کر وبا پھیلانے کی کوشش کی جاتی تھی، لیکن جدید دور میں بائیولوجیکل ہتھیاروں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے زیادہ مہلک اور منظم طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

حیاتیاتی ہتھیاروں کی چند قسمیں بھی بیان کی جاتی ہیں، جنھیں Biological Agents کہا جاتا ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن میں واضح کیا گیا کہ

> *Biological agents like anthrax, botulinum toxin and plague can pose a difficult public health challenge causing large numbers of deaths in a short amount of time. Biological agents which are capable of secondary transmission can lead to epidemics. An attack involving a biological agent may mimic a natural event, which may complicate the public health assessment and response. In case of war and conflict, high-threat pathogens laboratories can be targeted, which might lead to serious public health consequences.*[2]

> "بائیولوجیکل ایجنٹس جیسے اینتھراکس، بوٹولینم ٹاکسن اور طاعون عوامی صحت کے لیے ایک بڑا چیلنج بن سکتے ہیں اور مختصر وقت میں بڑی تعداد میں اموات کا سبب بن سکتے ہیں۔ وہ بائیولوجیکل ایجنٹس جو ایک سے دوسرے شخص میں منتقل ہو سکتے ہیں، وبا کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ ایسے ایجنٹس کا حملہ قدرتی واقعات جیسا لگ سکتا ہے، جس سے صحتِ عامہ کی جانچ اور ردِّ عمل مزید پیچیدہ ہو سکتا ہے۔ جنگ یا تنازعات کی صورت میں ہائی تھریٹ پیتھوجنز کی

لیبارٹریز کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے، جس سے عوامی صحت کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔"

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی اس تصریح سے واضح ہوتا ہے کہ بائیولوجیکل ایجنٹس تین اقسام میں منقسم ہوتے ہیں۔ بیکٹیریا جیسے اینتھریکس (Anthrax)، جسے دشمن کی فوج یا شہری آبادی کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ وائرس جیسے چیچک (Smallpox) یا ایبولا(Ebola)، جو تیزی سے پھیلتے ہیں اور بڑی تعداد میں انسانی جانیں لے سکتے ہیں۔ ٹاکسن، جیسے بوٹولینم (Botulinum toxin)، جو انتہائی زہریلے ہوتے ہیں اور جسم کے نظام کو مفلوج کر دیتے ہیں۔

بائیولوجیکل وار کی تعریف

بائیولوجیکل وار انگریزی زبان کا لفظ ہے، اردو میں اس کا معانی حیاتیاتی جنگ کیا جاتا ہے۔ عربی میں اسے "الحرب الجرثومية" اور "حَرْبٌ بيُولُوجِيّة "کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی ہلاکت خیز طریق جنگ کو WMD (Wast Mass Destruction) یعنی حرب الدمار الشامل کے عنوان کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

بائیولوجیکل وار سے دورِ حاضر میں جو معانی مراد لیے جاتے ہیں، یہ ان معانی میں 1921 میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ مریم ویبسٹر ڈکشنری میں ذکر کیا گیا ہے۔

The first known use of biological warfare was in 1921.[3]

اصطلاحی معنیٰ میں اس کی تعریف بیان کرتے ہوئے Edgar J. Dasilva لکھتے ہیں:

Biological warfare is the intentional use of micro-organisms, and toxins, generally of microbial, plant or animal origin to produce disease and death in humans, livestock and crops.[4]

"حیاتیاتی جنگ سے مراد جراثیموں اور زہریلے مادوں کا جان بوجھ کر استعمال ہے، جو عام طور پر مائیکروبیل، پودوں یا جانوروں سے حاصل ہوتے ہیں، تاکہ انسانوں، مویشیوں اور فصلوں میں بیماری اور موت پیدا کی جا سکے۔"

بائیولوجیکل وار کی تعریف کرتے ہوئے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن میں بیان کیا گیا:

Biological and toxin weapons are either microorganisms like virus, bacteria or fungi, or toxic substances produced by living organisms that are produced and released deliberately to cause disease and death in humans, animals or plants.[5]

"حیاتیاتی اور زہریلے ہتھیار یا تو جراثیم ہوتے ہیں جیسے وائرس، بیکٹیریا یا فنگس، یا پھر زہریلے مادے، جو جانداروں کے ذریعے پیدا کیے جاتے ہیں۔ انھیں جان بوجھ کر اس مقصد کے لیے تیار اور استعمال کیا جاتا ہے، تاکہ انسانوں، جانوروں یا پودوں میں بیماری اور موت پیدا کی جا سکے۔"

سطورِ بالا میں بیان کردہ تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ بائیولوجیکل وار وائرس، بیکٹیریا یا زہریلے مواد کے ذریعے مسلط کی جاتی ہے، جس سے انسانوں، جانوروں اور پودوں میں بیماری کے اثرات منتقل کیے جاتے ہیں اور وسیع پیمانے پر تباہی پھیلائی جاتی ہے۔

بائیولوجیکل وار کی تاریخ

حیاتیاتی جنگ آج جن معانی اور اشکال میں موجود ہے، انیسویں صدی اور جراثیم کی دریافت سے قبل اس حالت میں تو نہیں تھی اور نہ ہی یہ کوئی باقاعدہ جنگ کا ذریعہ تھی، البتہ اسے مختلف ادوار میں مختلف طریقوں سے استعمال کیا جاتا تھا۔ ابتدائے زمانہ میں اس کے طریقے نسبتاً سادہ تھے، ان سے نقصان بھی کم ہوتا تھا لیکن جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا تو بائیولوجیکل وار کے طریقوں میں بھی ارتقاء ہوتا گیا اور اس میں اتنی پیچیدگی اور تنوع آگیا کہ اب دنیا اس تباہی کے دہانے پر آکھڑی ہے کہ اگر کسی وقت بھی اس کو غیر ذمہ دارانہ اور بے احتیاطی سے استعمال کیا

گیا تو انسانیت کا ایک بڑا حصہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، ملکوں کے ملک ہی زمین بوس ہو جائیں گے۔ ذیل میں بائیولوجیکل وار کی تاریخ کو مختلف ادوار کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔

بائیولوجیکل وار کے آثارِ قدیمہ

ماہرین آثارِ قدیمہ کے مطابق تاریخ کے مدوّن ہونے سے قبل بائیولوجیکل وار کے آثار ملتے ہیں، البتہ باقاعدہ جنگ کے لیے تو نہیں، البتہ ماہی گیری کے لیے اور مختلف جانوروں کے لیے زہر آلود مواد تیار کیا جاتا رہا ہے۔ البتہ مختلف قبائل میں جنگ کے لیے بھی زہر آلود مواد تیار کیا جاتا تھا۔ w. Seth Carus اپنی تحقیق میں بیان کرتے ہیں:

> *In some cases, however, primitive peoples contaminated arrows in ways that seemed likely to introduce pathogens.*[6]

> ”تاہم، کچھ صورتوں میں قدیم اقوام نے تیر اس طریقے سے آلودہ کیے، جو بہ ظاہر بیماری پیدا کرنے والے جراثیم داخل کرنے کا سبب بن سکتے تھے۔“

انیسویں صدی سے قبل کی تاریخ

باقاعدہ اس بات کے شواہد تو نہیں ملتے کہ حیاتیاتی جنگیں کی گئی ہیں، البتہ جب کبھی کوئی وبا پھیلی تو اس میں لوگوں نے یہی اندازہ اور قیاس آرائیاں کی ہیں کہ شاید یہ دوسرے ممالک ہی کی طرف سے کوئی کیمیائی حملہ ہو۔ اس وقت تک باقاعدہ جراثیم اور وائرس کے پھیلاؤ کا تصور تو رائج نہیں تھا، لیکن مفہوم یہی تھا، حتیٰ کہ کچھ ناول نگاروں اور ادیبوں کے اندازنے بھی اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی، لیکن عموماً ان میں خیالی باتیں ہی ہیں، کوئی تحقیقی مواد یا عینی شاہدین کی گواہی موجود نہیں ہے، جس کی وجہ سے یہ تمام الزامات مبنی بر حقائق محسوس نہیں ہوتے۔

منگول و بازنطینی سلطنتوں میں پھیلنے والی وبا میں بائیولوجیکل وار کا تصور موجود ہے یا نہیں، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ

> *But this seems doubtful. There was no explanation for how the Byzantines might have caused the outbreak.*[7]

> ”یہ سب معاملہ ہی مشکوک سا محسوس ہوتا ہے، کیونکہ یہاں اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کہ بازنطینی کیسے وبا کا شکار ہوئے تھے۔“

لیکن جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا اور نئے آلاتِ حرب وجود میں آتے گئے تو باقاعدہ کیمیائی ہتھیار بھی وجود میں آ گئے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہی بہت سے کیمیائی ہتھیار تیار کرنے والی لیبارٹریز دریافت ہوئیں اور جنگِ عظیم اوّل میں جرمن اور دوم میں جاپان نے بھی کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال کیا۔ ان دو جنگوں کے بعد مختلف ممالک نے اپنے الگ الگ ادارے کیمیائی ہتھیاروں کے تجربات کے لیے قائم کیے۔ مختلف مواقع پر مختلف ممالک کی سرگرمیوں کے بارے اخبارات میں خبریں شائع ہوتی رہیں، جیسے 1980 میں سویت یونین میں فوجی چھاؤنی کے قریب ایک بہت بڑی آبادی ایک وبا کا شکار ہوئی تو مغربی میڈیا میں یہ بات نشر ہوئی کہ یہ روس کا کیمیائی پروگرام تھا جو کہ ناکام ہو گیا۔

> *European and US intelligence suspected that this facility conducted biological warfare research and attributed the epidemic to an accidental release of anthrax spores.*[8]

> ”یورپی اور امریکی انٹیلیجنس کو شبہ تھا کہ یہ لیبارٹری حیاتیاتی جنگ سے متعلق تحقیق کر رہی تھی اور انہوں نے اس وبا کو اینتھراکس کے جراثیم کے حادثاتی اخراج سے منسوب کیا۔“

بائیولوجیکل وار کی تاریخ کو سمجھنے کے لیے درج ذیل گراف معاون ہو سکتا ہے۔ یہ گراف سٹیفن رائڈیل کے آرٹیکل سے اخذ کیا گیا ہے۔

Table 1. Examples of biological and chemical warfare use during the past 2000 years

Time	Event
600 BC	Solon uses the purgative herb hellebore during the siege of Krissa
1155	Emperor Barbarossa poisons water wells with human bodies in Tortona, Italy
1346	Tartar forces catapult bodies of plague victims over the city walls of Caffa, Crimean Peninsula (now Feodosia, Ukraine)
1495	Spanish mix wine with blood of leprosy patients to sell to their French foes in Naples, Italy
1675	German and French forces agree to not use "poisones bullets"
1710	Russian troops catapult human bodies of plague victims into Swedish cities
1763	British distribute blankets from smallpox patients to Native Americans
1797	Napoleon floods the plains around Mantua, Italy, to enhance the spread of malaria
1863	Confederates sell clothing from yellow fever and smallpox patients to Union troops during the US Civil War
World War I	German and French agents use glanders and anthrax
World War II	Japan uses plague, anthrax, and other diseases; several other countries experiment with and develop biological weapons programs
1980–1988	Iraq uses mustard gas, sarin, and tabun against Iran and ethnic groups inside Iraq during the Persian Gulf War
1995	Aum Shinrikyo uses sarin gas in the Tokyo subway system

کورونا بہ حیثیت بائیولوجیکل وار

جس طرح سابقہ ادوار میں بیماریوں اور وبا کے پھیلاؤ میں حیاتیاتی ہتھیاروں کا بھی کسی قدر حصہ ہوتا تھا، اسی طرح جب کووڈ-19 کی وبا چین کے شہر ووہان سے پھیلی تو امریکہ واسرائیل کی طرف سے یہ الزام عائد کیا گیا کہ یہ چائنہ کا بائیولوجیکل ہتھیار کی تیاری کے دوران لیک شدہ مواد ہے، جو کہ وبا کے پھیلاؤ کا باعث بنا ہے۔ واشنگٹن ٹائمز میں لکھا گیا کہ

> *The deadly animal-borne coronavirus spreading globally may have originated in a laboratory in the city of Wuhan linked to China's covert biological weapons program, said an Israeli biological warfare analyst.*[9]

> "ایک اسرائیلی حیاتیاتی جنگ کے ماہر نے کہا ہے کہ جان لیوا کورونا وائرس، جو جانوروں سے پھیلتا ہے اور عالمی سطح پر پھیل رہا ہے، ممکنہ طور پر ووہان شہر کی ایک لیبارٹری سے نکلا ہو سکتا ہے، جس کا تعلق چین کے خفیہ حیاتیاتی ہتھیاروں کے پروگرام سے ہے۔"

اسی قسم کا ایک دعویٰ چائنہ نے امریکہ کے خلاف بھی کیا۔ اگرچہ ان دعووں کو تسلیم نہیں کیا گیا، تاہم اس صورت حال نے وبا کو مشکوک بنا دیا کہ آیا یہ قدرتی وبا ہے یا تیار کیا جانے والا وائرس۔ اس حوالے سے مزید تحقیق وبا سے متعلق تشکیکی صورت حال کے عنوان سے فصل میں پیش کی گئی ہے۔

بائیولوجیکل ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی

جب سے دنیا میں بائیولوجیکل وار کی تباہی کا مشاہدہ کیا گیا تو مرحلہ وار اس پر پابندیاں بھی عائد کی گئیں۔ جنیوا پروٹوکول ۱۹۲۵ء میں واضح کیا گیا کہ جنگِ عظیم اول میں اس بات کے شواہد تھے کہ کیمیکل اور حیاتیاتی مواد کو استعمال کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے نسبتاً بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی ہے، لہٰذا اس پر پابندی لگانے کا سوچا گیا۔ اس سلسلے میں جنیوا میں کانفرنس میں اس پر پابندی عائد کی گئی۔

> *The 1925 Geneva Protocol was the first explicit ban on the use of biological agents as weapons of war.*[10]
>
> 1925 میں جنیوا پروٹوکول میں سب سے پہلے بائیولوجیکل اشیاء کو بہ طور جنگی ہتھیار کے استعمال کرنے پر واضح پابندی عائد کی گئی تھی۔"

جنیوا پروٹوکول کے معاہدے کو ہی بنیاد بنا کر 1972 میں ایک کنونشن منعقد ہوا، جس میں بڑے پیمانے پر تباہی کا سبب بننے والے اسلحہ پر پابندی عائد کی گئی۔ اس کے متعلق اقوامِ متحدہ کے ذیلی ادارے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ویب سائیٹ پر واضح کیا گیا:

> *The Biological Weapons Convention (BWC) effectively prohibits the development, production, acquisition, transfer, stockpiling and use of biological and toxin weapons. It was the first multilateral disarmament treaty banning an entire category of weapons of mass destruction (WMD).*[11]
>
> "حیاتیاتی ہتھیاروں کا کنونشن (BWC) مؤثر طور پر حیاتیاتی اور زہریلے ہتھیاروں کی تیاری، پیداوار، حصول، منتقلی، ذخیرہ اندوزی اور استعمال کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اسلحہ کے استعمال کی تخفیف کے حوالے سے یہ پہلا کثیر الجہت معاہدہ تھا جس میں ہر اس ہتھیار پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا، جو بڑے پیمانے پر تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔"

موجودہ وقت تک اس میں 187 ممالک کی مختلف پارٹیز ممبر کے طور پر شریک ہو چکی ہیں۔

سطورِ بالا میں بائیولوجیکل وار کے تصور، مفہوم اور تاریخ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، ذیل میں بائیولوجیکل وار کے حوالے سے شرعی احکام پیش کیے جاتے ہیں۔

اسلام کا تصورِ جہاد و قتال فی سبیل اللہ

دینِ اسلام میں جنگ کے بھی واضح اور منظم اصول ہیں۔ جنگ کے دوران بھی اسلامی شریعت کے کچھ خاص اصول و ضوابط ہیں، جن کی پاسداری کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دوسری جانب باطل نظام اور قوتیں جب بھی جنگ و جدل پر آمادہ ہوں، ان کا مقصود ملک، دولت اور ظلم و عدوان ہوتا ہے، لیکن دینِ اسلام میں اس کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ، مظلوم کی دادرسی اور انسانی جان کا تحفظ ہے۔ مقاصد کے متفرق ہونے سے عمل کا انداز بھی مختلف ہو جاتا ہے، بنابریں اسلام نے حرب اور جنگ و جدال کی بجائے جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں، کیوں کہ حرب اور جنگ و جدال کا مقصود و محرک بہیمیت و درندگی ہوتا ہے۔ دینِ اسلام نے آدابِ جنگ کو مکمل انداز میں بیان کیا ہے تاکہ کوئی سرِ مو بھی انحراف نہ کر سکے اور کم سے کم جانی و مالی نقصانات سے ہی شر اور فساد کا خاتمہ ہو سکے اور دنیا میں امن و آشتی اور عدل و انصاف کا قیام ہو سکے۔ دینِ اسلام میں جہاد کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسی کے نام کی بلندی اور روئے زمین سے فساد کا مکمل خاتمہ ہے۔ اسی لیے حکم دیا گیا کہ قیامِ دین اور فساد فی الارض کے خاتمہ تک جہاد جاری رکھا جائے۔[12] اسلامی تصورِ جہاد میں دیگر اقوام کی طرح اترانا اور تکبر کرنا ممنوع قرار دیا گیا،[13] جب کہ عاجزی و انکساری کو اختیار کرنے اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنے کا درس دیا گیا۔[14]

اسلامی تصورِ جہاد میں بے قصور لوگوں سے تعرض کی ممانعت ہے۔ ایسے افراد جو عملی طور پر جنگ میں شریک نہ ہوں، جو بے قصور ہوں، نہتے

ہوں اور کم زور ہوں، ان کے قتل کی شدید مذمت وارد ہوئی ہے۔ اس ضمن میں خواتین، بزرگوں، بچوں، خلوت نشین زہاد اور پناہ مانگنے والوں سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔[15] صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی لاش دیکھی تو آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور بچوں اور عورتوں کے قتل سے منع فرمایا۔[16] انسانی جان کی حرمت تو ایک طرف، اسلام میں تو سرسبز وشاداب کھیتوں، پھلوں اور باغات وغیرہ کو بھی نقصان پہنچانے سے گریز کا حکم دیا گیا ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف ایک لشکر کو بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کے امیر کو دس نصیحتیں فرمائیں، جن میں واضح کیا کہ کسی عورت کو، بچے کو اور ضعیف العمر شخص کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کسی پھل دار درخت کو نہیں کاٹا جائے گا اور کسی آباد زمین کو خراب نہیں کیا جائے گا۔ بکریوں اور اونٹوں وغیرہ کو کھانے کے علاوہ ذبح نہیں کیا جائے گا اور باغات کو نہیں جلایا جائے گا۔[17] اسلام کے تصورِ جہاد میں ناحق ظلم وزیادتی سے منع کیا گیا اور دشمنوں سے لڑتے ہوئے بھی حد سے تجاوز کرنے سے منع کیا گیا۔[18]

بائیولوجیکل وار کے شرعی احکام

سطورِ بالا میں بائیولوجیکل وار کا مفہوم، تصور اور مختصر تاریخ کے بیان کے بعد اسلام کے تصورِ جہاد کے چند اہم نکات بھی پیش کیے گئے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ بائیولوجیکل وار کے ذریعے پھیلنے والی تباہی اسلام کے تصورِ جہاد کے برعکس ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ بائیولوجیکل وار میں جراثیم یا وائرس کو استعمال کر کے ناحق انسانی جانوں کا ضیاع کیا جاتا ہے، جو کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بائیولوجیکل ہتھیار ایسے مہلک ہوتے ہیں کہ وہ بلا امتیاز معصوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی جان لے سکتے ہیں، جو کہ قطعی طور پر شریعت میں ممنوع ہے۔ بائیولوجیکل وار کا مقصد دشمن کی فوج یا شہری آبادی کو بغیر کسی براہِ راست جنگ کے تباہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح کا غیر مرئی اور بلا امتیاز ظلم ہے، جس میں نہ صرف دشمن کی فوج بلکہ عام شہری، بچے، بوڑھے اور جانور بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس قسم کی جنگی حکمت عملی حد سے تجاوز کے زمرے میں آتی ہے، جو قرآن کی واضح تعلیمات کے خلاف ہے۔[19] نبی اکرم ﷺ کی سنت میں ہے کہ جنگ میں معصوم لوگوں، خصوصاً بچوں، عورتوں اور غیر مسلح افراد کو قتل کرنا منع ہے، جب کہ بائیولوجیکل ہتھیاروں کی خاصیت یہ ہے کہ وہ مخصوص فوجی ہدف کو نشانہ بنانے کی بجائے پورے علاقے میں بیماری پھیلانے کا سبب بنتے ہیں، جس سے معصوم لوگ بلا جواز قتل ہوتے ہیں۔ بائیولوجیکل ہتھیار صرف انسانی جانوں کو ہی نہیں، بلکہ ماحولیات کو بھی تباہ کرتے ہیں، جس سے کھیت، باغات اور جانوروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسلامی شریعت میں حالتِ جنگ میں بھی فصلوں اور جانوروں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت ہے، جب کہ بائیولوجیکل جنگ کے نتیجے میں فصلیں اور جانور بڑی تعداد میں ہلاک ہوتے ہیں، جو اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایسے شر پسند عناصر کا خاتمہ بھی ضروری ہے، جو نسلِ انسانی کی بقا کے دشمن ہوں۔ لہٰذا اس حوالے سے شرعی احکام کو دو اقسام کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ مقاتلین پر بائیولوجیکل حملوں کی شرعی حیثیت اور غیر محاربین پر بائیولوجیکل حملوں کی شرعی حیثیت۔ ذیل میں ہر ایک قسم سے متعلق اسلامی اصول بالتفصیل بیان کیے جا رہے ہیں۔

مقاتلین پر بائیولوجیکل حملوں کی شرعی حیثیت

اسلام میں جہاں امن کا درس دیا گیا ہے، وہاں اپنی حفاظت، دفاع اور دشمن پر اپنا رعب قائم رکھنے کے لیے تاکہ وہ امن وامان کی صورت حال کو خراب نہ کرے، اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ اسلحہ کا استعمال کیا جائے، بلکہ بعض مواقع پر تو اس کا استعمال لازم ہو جاتا ہے اور وقت کا تقاضا بن جاتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں اسلحہ کو تیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ[20]

جس قدر ممکن ہو تم طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑوں کو تیار رکھو، اس کے ذریعے تم اپنے دشمنوں کو، اللہ کے دشمنوں کو اور اس کے علاوہ ان دشمنوں کو جنہیں تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے انہیں ڈراؤ۔

مذکورہ آیت میں حسبِ طاقت اسلحہ تیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں وہ اسلحہ اگر جنگی گھوڑوں اور تلواروں و آلاتِ حرب کی تیاری کی صورت میں مکمل ہوتا ہے تو دور حاضر میں میزائیل کی جدید ٹیکنالوجی، ایٹمی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی کے حصول اور کیمیائی و بائیولوجیکل ٹیکنالوجی پر عبور سے ہی امتثالِ امر ہو گا۔ یہ حکم خداوندی اس لیے دیا گیا تاکہ باطل نظام اور باطل قوتیں تر نوالہ سمجھ کر ختم ہی نہ کر دیں، بلکہ اس کے بر عکس مخالفین بلکہ ان کے درپردہ معاونین پر بھی رعب و دبدبہ قائم رہے۔

دینِ اسلام میں ایسا اسلحہ یا ہتھیار استعمال کرنا جس سے بڑے پیمانے پر تباہی ہو اور ملک کے ملک ہی ختم ہو جائیں، اس کو فساد فی الارض سے تعبیر کیا گیا ہے، اسی وجہ سے موجودہ ہلاکت خیز مواد جو کہ کیمیائی، ایٹمی اور بائیولوجیکل ہتھیاروں کی صورت میں ہو، اس کے استعمال کی ممانعت ہے، یہی وجہ ہے کہ آج بھی عالمِ اسلام میں اس طرح کے آلات کے استعمال کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ شیخ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

إن الأسلحة الكيماوية، والأسلحة الجُرثومية أو البيولوجية، والأسلحة النووية، وغيرها مما يطلق عليه اليوم (أسلحة الدمار الشامل)، التي تقتل الألوف والملايين دفعة واحدة، وتأخذ المسيء والبريء، والمحارب والمسالم، وتدمّر الحياة والأحياء، والإنسان والبيئة: هذه الأسلحة يحرُم استخدامها شرعا في نظر الإسلام، لأن الأصل في القانون الإسلامي: أنه لا يُجَوِّز قتل مَن لا يقاتل، ومَن لا عَلاقة له بالحرب، وقد أنكر النبي صلى الله عليه وسلم قتل امرأة في إحدى المعارك، ونهى عن قتل النساء والصبيان، ونهى خلفاؤه عن قتل الرهبان والفلاحين والتجار. فكيف يجيز هذا الدين قتل الجماهير الغفيرة من الناس، ولا ذنب لها، وليس لها في العير ولا في النفير، وليس لها في الحرب ناقة ولا بعير؟[21]

"کیمیائی، جراثیمی (بائیولوجیکل) اور ایٹمی ہتھیار اور دیگر وہ ہتھیار جنہیں آج کل "تباہی کے بڑے ہتھیار" کہا جاتا ہے، جو ایک ہی وقت میں ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کو ہلاک کر دیتے ہیں، چاہے وہ مجرم ہوں یا بے قصور، جنگجو ہوں یا پرامن اور جو زندگی، جانداروں، انسانوں اور ماحول کو تباہ کر دیتے ہیں، اسلام کی نظر میں ان ہتھیاروں کا استعمال حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی قانون کا اصول یہ ہے کہ جو جنگ میں شریک نہیں ہے، اسے قتل کرنا جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایک جنگ میں ایک عورت کے قتل پر اعتراض کیا اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ آپ کے خلفاء نے راہبوں، کسانوں اور تاجروں کو قتل کرنے سے روکا تھا۔ تو یہ دین کیسے بے گناہ عوام کی بڑی تعداد کو قتل کرنے کی اجازت دے سکتا ہے، جن کا جنگ سے کوئی تعلق نہیں؟"

اسلام کے تصورِ جہاد کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے بعد شیخ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

"اس کے باوجود، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام مسلمانوں کو لازم قرار دیتا ہے کہ وہ ان ہتھیاروں کو اپنے پاس رکھیں، جو دشمن کو روکنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، جب تک کہ دوسروں کے پاس یہ ہتھیار موجود ہوں اور مسلمانوں کو ان کے ذریعے دھمکی دی جا سکتی ہے۔ اگر مسلمان ان ہتھیاروں کے مالک نہ ہوں گے تو وہ بے یار و مددگار ہو جائیں گے اور ان ہتھیاروں کی مدد سے وہ لوگ دھمکیاں دیں گے، جن کے پاس یہ ہتھیار ہیں۔ خاص طور پر صیہونی دشمن، جنھوں نے مسلمانوں کی مقدس سرزمین اور معراج کی جگہ پر قبضہ کر رکھا ہے، ان کے لوگوں کو بے گھر کر دیا ہے اور عربوں کے مشرق اور مغرب کو جدا کر دیا ہے، وہ ان ہتھیاروں کا مالک بن چکا ہے اور ان کے ذریعے مسلمانوں کو ڈرا رہا ہے۔ مزید بر آں، تورات کی کتاب "سفر التثنیہ" میں ان کے لیے یہ اجازت دی گئی ہے کہ جو ان کے قریب کے علاقوں میں

ہوں، وہاں کسی زندہ شخص کو نہ چھوڑیں۔ یہ حیران کن بات ہے کہ امریکہ اور بڑی طاقتوں کے پاس یہ ہتھیار موجود ہیں
اور وہ دوسروں کو ان کے حصول سے روکتے ہیں۔ وہ عرب ممالک کو مل کر ایٹم بم بنانے کی اجازت نہیں دیتے، جب کہ
اسرائیل کے پاس اکیلے ہی دو سو سے زیادہ ایٹم بم ہیں۔"[22]

مذکورہ اقتباسات سے واضح ہوا کہ دشمن پر رعب قائم رکھنے کے لیے اور اپنی حفاظت کے لیے اس کی تیاری کی اجازت جہاد کے ہتھیار کی تیاری کے ضمن میں موجود ہے۔ دفاعی جہاد میں عسکری ضرورت کی بنیاد پر اس کی اجازت دی گئی ہے۔ اس میں جس قدر اور جس طرز کا اسلحہ مخالفین استعمال کریں گے، اسی کی مثل چیز کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے اور یہ اجازت دورانِ جنگ اور عسکری ضرورت کے تحت بہ قدرِ ضرورت ہی دی گئی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ[23]

اگر تم کسی کو بدلہ دو تو اتنا ہی دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی ہے۔

اگر وہ کیمیائی ہتھیار، ایٹمی ہتھیار یا بائیولوجیکل ہتھیار استعمال کریں تو پھر بعض حدود و قیود کے ساتھ ان کا جواب دینا جائز ہوگا اور اگر راستے میں بچوں، عورتوں کو رکاوٹ بنا دیا جائے تو پھر بہ قدرِ ضرورت اس بات کی اجازت ہوگی کہ ان پر جوابی کاروائی کی جائے۔ یہ عمومی قاعدہ نہیں ہوگا، بلکہ سخت حالات میں کیفیات کو دیکھتے ہوئے اس کے بارے فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر کوئی قوم قلعہ میں بند ہو جائے اور ان سے نجات کا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو کہ ان پر سختی کی جائے تو فقہاء نے پانی روکنے یا عمومی ہلاکت کی اجازت بیان کی ہے۔

وَيَجُوزُ حِصَارُ الْكُفَّارِ فِي الْبِلَادِ (وَالْحُصُونِ) وَالْقِلَاعِ، وَإِرْسَالُ الْمَاءِ عَلَيْهِمْ، وَرَمْيُهُمْ بِنَارٍ وَمَنْجَنِيقٍ (وَمَا فِي مَعْنَى ذَلِكَ مِنْ هَدْمِ بُيُوتِهِمْ، وَقَطْعِ الْمَاءِ عَنْهُمْ، وَإِلْقَاءِ حَيَّاتٍ أَوْ عَقَارِبَ عَلَيْهِمْ وَلَوْ كَانَ فِيهِمْ نِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ[24]

"کفار کو بامر مجبوری (عسکری ضرورت کی بناپر) ان کے شہروں، قلعوں میں نظر بند کرنا، ان پر پانی چھوڑنا اور آگ و منجنیق کا استعمال کرنا بھی درست ہے۔ اسی طرح ان سے پانی کا روکنا اور بچھوؤں و سانپ کا چھوڑنا بھی جائز ہے اگرچہ ان میں بچے اور عورتیں بھی ہوں۔

اس سلسلے میں وہ رسول اللہ ﷺ کے منجنیق نصب کرنے سے استدلال کرتے ہیں؛

مذکورہ عبارت میں جو بچھو اور سانپ وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے، ان پر کیمیائی اور بائیولوجیکل اسلحہ کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ یہ مطلق قول نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ حدود و قیود ہیں کہ یہ استعمالات دفاعی جہاد کے وقت ہوں گے، جارحانہ جہاد کے وقت وسیع پیمانے پر ہلاکت و تباہی پھیلانے والے آلاتِ حرب کی اجازت نہیں گی۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے علاوہ دشمن پر قابو پانے کا کوئی حربہ نہ ہو، وگرنہ اسلامی قوانین کے مطابق حتی الوسع غیر محاربین کی حفاظت کی جائے گا۔ اس میں شرط ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہ ہو اور ان کی اوٹ ہی میں دشمن نے پناہ بھی لی ہو تو پھر بامر مجبوری اس کی اجازت دی جائے گی، لیکن یہ حکم مطلقاً ہر جنگ کے لیے نہیں ہے۔

چونکہ ضرورت کے تحت ممنوعہ چیز کی اباحت کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے وہ بہ قدرِ ضرورت ہی جائز ہوگی۔ بعد از جنگ جس طرح مثلہ و آگ کا عذاب دینے کی اجازت نہیں تھی، اسی طرح قیدیوں کو ہراساں کرنے یا ان کی ہلاکت کے لیے اس طرح کا مواد استعمال کرنا، جس سے ان کی بے حرمتی اور شکل ہی مسخ ہو جائے اس کی اجازت نہیں ہے، نیز مفتوحہ علاقے میں ایسا مواد پھیلا دینا جس کا خمیازہ بعد کی نسلوں کو بھگتنا پڑے اور جو حیوانات اور فصلوں کی تباہی پر منتج ہو، اس کی بھی اجازت نہیں ہے، کیونکہ یہ استعمال بہ قدرِ ضرورت ہی جائز تھا، جب کہ متذکرہ بالا صورتیں قدرِ ضرورت سے متجاوز ہیں۔

غیر محاربین پر بائیولوجیکل حملوں کی شرعی حیثیت

دینِ اسلام میں جنگی معاملات میں بھی اخلاقی اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور افواج کے لیے باقاعدہ یہ اصول وضوابط مقرر کیے گئے کہ کسی سے خواہ کس قدر ہی سخت دشمنی کیوں نہ ہو، اگر وہ فریق جنگ میں کسی طرح کی بھی شرکت نہیں کر رہا ہے تو اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اور ان سے دشمنی کے باوجود بھی ان کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آیا جائے۔ قرآن مجید میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ[25]

وہ لوگ جنہوں نے دین کے معاملے میں آپ سے قتال نہیں کیا اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھر سے دربدر کیا ان سے نیکی اور انصاف کرنے سے اللہ تمہیں منع نہیں کرتا، بلکہ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

مذکورہ آیت میں ایسے دشمن جو قتال نہ کرتے ہوں اور جلاوطن کرنے میں بھی ان کا عمل دخل نہ ہو، مقصود یہ ہے کہ کسی قسم کی اذیت دینے میں وہ ملوث نہ ہوں، ایسے دشمنوں سے بھی نیکی اور عدل وانصاف کے قیام کا حکم دیا گیا ہے۔ احادیثِ نبویہ میں بچوں، عورتوں، معذور، عبادت گزار طبقہ اور دیگر وہ افراد جو شاملِ جنگ نہ ہوں، ان کو نقصان پہنچانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اگر کبھی کسی سے قتال کی نوبت آجائے تو دینِ اسلام میں واضح کیا گیا ہے کہ جتنی تعدی انہوں نے کی ہے، اس قدر ہی ان کے ساتھ سلوک کیا جائے، لیکن اپنی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ[26]

تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو ان سے جو تمہارے ساتھ قتال کرتے ہیں اور حدود سے تجاوز نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

مذکورہ آیت میں مخالفین کو جواب دینے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اسی قدر جس قدر انہوں نے حملہ کیا۔ اگر زیادتی کی گئی تو عند اللہ جواب دینا ہو گا۔ علاوہ ازیں چوں کہ بائیولوجیکل ہتھیاروں کے استعمال کا جواز بہ قدرِ ضرورت استعمال پر ہوا تھا اور غیر محاربین کے لیے یہ امر ضرورت سے بالاتر ہو جاتا ہے، اس لیے اس سے واضح ہوتا ہے کہ غیر محاربین پر بائیولوجیکل حملے کرنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ بحث

سطورِ بالا میں بائیولوجیکل وار کے تصور، مفہوم اور مختصر تاریخ کے بیان کے بعد اسلام کے تصورِ جہاد کے چند اہم نکات بھی پیش کیے گئے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ بائیولوجیکل وار کے ذریعے پھیلنے والی تباہی اسلام کے تصورِ جہاد کے برعکس ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ بائیولوجیکل وار میں جراثیم یا وائرس کو استعمال کر کے ناحق انسانی جانوں کا ضیاع کیا جاتا ہے، جو کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بائیولوجیکل ہتھیار صرف انسانی جانوں کو ہی نہیں، بلکہ ماحولیات کو بھی تباہ کرتے ہیں، جس سے کھیت، باغات اور جانوروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسلامی شریعت میں حالتِ جنگ میں بھی فصلوں اور جانوروں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت ہے، جب کہ بائیولوجیکل جنگ کے نتیجے میں فصلیں اور جانور بڑی تعداد میں ہلاک ہوتے ہیں، جو اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شر پسند عناصر کی بیخ کنی بھی از حد ضروری ہے، لہٰذا سطورِ بالا میں پیش کردہ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام جہاں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے سے روکتا ہے، وہیں کسی دوسرے کو بھی اس قدر تباہی پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس صورت حال میں فی زمانہ جب دیگر اقوام کے پاس بائیولوجیکل ہتھیار موجود ہوں اور ان کے

ذریعے مسلمانوں کو ڈرایا دھمکایا جا سکتا ہو، مسلمانوں کے لیے بھی بائیولوجیکل ہتھیاروں کو تیار کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ دفاعی جہاد میں عسکری ضرورت کی بنیاد پر بہ قدرِ ضرورت مقاتلین پر اس کا استعمال بھی شرعی طور پر جائز ہے، جب کہ ایسے افراد یا ایسی اقوام جنہوں نے اس قسم کے حملے مسلمانوں پر نہ کیے ہوں یا انہیں ڈرایا دھمکایا نہ ہو، تعدی کرتے ہوئے یا ظلم کرتے ہوئے اقدامی جہاد کرنا جائز نہیں ہو گا، کیونکہ یہ حدود سے تجاوز کے زمرے میں آتا ہے، جس سے شریعت میں واضح طور پر منع کیا گیا ہے۔

@ 2024 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

---

[1] المائدۃ،۵: ۳۲

[2] *Ibn Manzūr, Muḥammad ibn Mūkarram ibn `Alī ibn Aḥmad, Lisān al-Ara'b, Beirut: Dār Ṣādar, 1990, Vol: 4 , PP: 547.*
https://www.who.int/health-topics/biological-weapons#tab=tab_1; Retrieved at 22 September, 2024.

[3] *https://www.merriam-webster.com/dictionary/biological%20warfare; Retrieved at 22 September, 2024.*

[4] *Edgar J. DaSilva, Biological warfare, bioterrorism, biodefence and the biological and toxin weapons convention, Electronic Journal of Biotechnology, Vol.2 No.3, December 15, 1999.*

[5] *https://www.who.int/health-topics/biological-weapons#tab=tab_1, Retrieved at 22 September, 2024.*

[6] *W. Seth Carus, A Short History of Biological Warfare: From Pre-History to the 21st Century, National Defence University Press, Washington D.C., August 2017, CSWMD Occasional paper 12, PP: 4*

[7] *A Short History of Biological Warfare: From Pre-History to the 21st Century, PP: 07.*

[8] *Stefan Riedel, Biological warfare and bioterrorism: A historical review, Baylor University Medical Center Proceedings 2004, Vol. 17, no. 4, PP: 404 .*

[9] *https://www.washingtontimes.com/news/2020/jan/26/coronavirus-link-to-china-biowarfare-program-possi/; Retrieved at 22 September, 2024.*

[10] *A Short History of Biological Warfare: From Pre-History to the 21st Century, PP: 14.*

[11] *https://disarmament.unoda.org/biological-weapons/; Retrieved at 22 September, 2024.*

[12] البقرۃ،۲: ۱۹۳

[13] الانفال،۸: ۴۷

[14] الانفال،۸: ۴۵

[15] سنن ابی داود، باب دعوۃ المشرکین الی الاسلام، رقم الحدیث: ۸۴۹

[16] صحیح البخاری، باب قتل الصبیان فی الحرب، ج: ۴، ص: ۶۱، رقم الحدیث: ۳۰۱۴

[17] مالک بن انس، موطا امام مالک، ج: ۳، ص: ۶۳۵، رقم الحدیث: ۱۶۲۷

18 البقرۃ،۲: ۱۹۰

19 البقرۃ،۲: ۱۹۰

20 الانفال،۸: ۶۰

21 یوسف القرضاوی، الشیخ، قضایا فقہیۃ: اسلحۃ الدمار الشامل "حکم امتلاکھا، واستخدامھا، ۱۵ مارچ، ۲۰۱۵ء، فیسبک پوسٹ
https://web.facebook.com/photo?fbid=940828639290534&set=a.205509232822482&locale=it_IT&_rdc=2&_rdr; Retrieved at 22 September, 2024.

22 یوسف القرضاوی، الشیخ، قضایا فقہیۃ: اسلحۃ الدمار الشامل "حکم امتلاکھا، واستخدامھا، ۱۵ مارچ، ۲۰۱۵ء، فیسبک پوسٹ
https://web.facebook.com/photo?fbid=940828639290534&set=a.205509232822482&locale=it_IT&_rdc=2&_rdr Retrieved at 22 September, 2024.

23 النحل،16:126

24 الخطیب الشربيني شمس الدين، محمد بن محمد، (متوفیٰ ۹۷۷ ھ) ،مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج، ناشر: دار الكتب العلمية، طبع اولیٰ:1994، جلد: 6، ص:30

25 الممتحنہ،۶۰: ۸

26 البقرۃ،۲: ۱۹۰